ہے۔ حماد کی چھوٹی سی عمر میں بے پناہ صلاحیتیوں کا اجاگر کرانے میں ان دونوں کی شب و روز کی محنتیں اور دعائیں ہی تھیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ حماد کو اعلیٰ علیین میں بلند مقامات عطا فرمائے اور جو حسرتیں اور آرزوئیں ان کے دل میں ناتمام رہ گئی تھیں ان کا بہترین نعم البدل اُخروی نعمتوں کی صورت سے اللہ تعالیٰ انہیں سرفراز فرمائے (امین) اور ان کے والدین اور پسماندگان کو صبر و رضا کے جو بلند مقامات ہیں ان پر فائز فرمائے۔

سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہوگئیں   خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہوگئیں
جوئے خوں آنکھوں سے بہنے دو کہ ہے شامِ فراق   میں یہ سمجھوں گا کہ شمعیں دو فروزاں ہوگئیں

دارالعلوم کے سابق مدرس اور ایک مردِ درویش
حضرت مولانا اسید اللہ صاحبؒ کی جدائی

دستِ اجل کچھ عرصہ سے مسلسل علماء، صلحاء اور نیک بندوں کے گھروں پر پے در پے دستک دے رہا ہے۔ ہر جانب اور ہر سمت سے موت، موت اور صرف موت کی آمد آمد دکھائی دے رہی ہے۔ جس کو دیکھو اور جس جانب دیکھو موت کی وادیوں کی جانب کشاں کشاں چلا جا رہا ہے۔ افسوس تو علماء اور پھر حضرت مرحوم جیسی بڑی شخصیت کے بچھڑنے پر تو ہے ہی لیکن زیادہ دکھ اور پریشانی اس بات پر ہے کہ ایسے وقت میں یہ رشد و ہدایت کی شمعیں بجھتی چلی جارہی ہیں جب ہر سو گمراہی اور جہالت کے اندھیرے راج کر رہے ہیں۔ حضرت مولانا مرحوم و مغفور بھی بڑے اوصاف والے عالم دین تھے۔ دیکھنے میں قرونِ اولیٰ کے سادہ اور پاکباز اکابرین کا پرتو نظر آتے تھے۔ شکل و صورت اور کردار و گفتار کا ایسا مرقع و مرکب تھے کہ دیکھنے والا ایک ہی ملاقات میں متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا تھا۔ دارالعلوم حقانیہ میں ایک دہائی سے زیادہ درس و تدریس و تبلیغ کے شعبوں سے وابستہ رہے۔ دارالعلوم حقانیہ میں تبلیغ اور جماعت کا باقاعدہ آغاز و انتظام آپ ہی نے شروع کیا۔ اور طلباء کی اصلاح اور ذہن سازی کے لئے باقاعدہ بیانات آپ ہفتے میں کئی بار فرمایا کرتے تھے۔ حضرت مولانا اُسید اللہ ” دارالعلوم کے شیخ الحدیث اور موجودہ وقت کے ولی حضرت مولانا مغفور اللہ صاحب دامت برکاتہم کے چھوٹے بھائی تھے۔ آپ دونوں بھائی حقیقت میں اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ دین اور اسلامی علوم وفنون کا جو کام اللہ نے ان دونوں بھائیوں سے لیا اور لے رہے ہیں وہ قابل تحسین ہے۔ آپ زندگی بھر درس و تدریس و تصنیف سے وابستہ رہے۔ حتیٰ کہ زندگی کے آخری لمحات تک تعلیم اور قرآن کی خدمت کرتے رہے۔ آپ بعد العصر قرآن کی پشتو زبان میں تفسیر لکھ رہے تھے اور آپ کا قلم **ذلك لمن خاف مقامي وخاف وعيد** کی یہ تشریح کر رہا تھا کہ مقام سے مراد خداوند کی بارگاہ میں قیام ہے۔ اس جملہ کے بعد آپ بے ہوش ہوگئے اور یوں آپ کا قلم